نیکیاں ضائع کرنے والے کام

ڈاکٹر عائشہ یوسف

اسی طرح انسان اپنی طرف سے اچھے کام کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن کبھی کبھی اس کے یہ کام ضائع ہو جاتے ہیں اور بار آور ثابت نہیں ہوتے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اس ضیاع کو پہچاننے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کو بچا کر رکھنے کی بھی کوشش کرے۔

اعمال ضائع ہونے سے مراد

قرآنِ مجید میں اعمال کے ضائع ہونے کے لیے 'حبطِ عمل' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ اس کا لغوی مفہوم ہے: برباد ہونا، اکارت جانا، بیکار جانا، باطل ہونا، ایک قسم کی نباتات کھانے سے پیٹ پھول جانا۔ قرآن مجید میں حبطِ عمل کی ترکیب ان ۱۶ آیات میں استعمال ہوئی ہے: بقرہ:۲۱۷، آل عمران:۲۲، مائدہ: ۵ و ۵۳، انعام: ۸۸، اعراف: ۱۴۷، توبہ: ۶۹، ھود:۱۶، کہف:۱۰۵، احزاب:۱۹، الزمر:۶۵، محمد:۹ و ۲۸ و ۳۲، الحجرات:۲۔

حبطِ عمل یا عمل ضائع ہونے یا رایگاں جانے کو ابدی فلاح کی کتاب، قرآنِ مجید میں ان تمثیلوں سے سمجھایا گیا ہے:

چٹان پہ سے مٹی بہہ جانا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

٭ کراچی

صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۚ (البقرہ ۲:۲۶۴)اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، نہ آخرت پر۔ اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں، اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا، اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔

یہاں چٹان کے اوپر کی مٹی کی مثال دی گئی ہے، جو بخلاف زرخیز مٹی کے ناکارہ ہوتی ہے۔ اور بجائے کھیتی اگانے کے خود ہی بہہ جاتی ہے۔ اس مثال میں نیکی ضائع ہونے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ نیکی کی نیت غلط تھی۔

آخر عمر میں جمع پونجی برباد ہونا

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۗءُ ښ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (البقرہ ۲:۲۶۶) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ہرا بھرا باغ ہو، نہروں سے سیراب، کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا، اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آکر جھلس جائے، جب کہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں؟ اس طرح اللہ اپنی باتیں تمھارے سامنے بیان کرتا ہے، شاید کہ تم غور وفکر کرو۔

بے ثبات کگر والی عمارت کاگرجانا

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ ۲:۲۶۶) پھر تمھارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات کگر پر اٹھائی اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

اس بظاہر بہت بڑی نیکی (مسجد کی تعمیر) کے ضائع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ، اس کو کرنے کی نیت ہی فاسد تھی۔

نیکی اور بدی کے بدلے کا عمومی ضابطہ

اس دنیا میں نیکی اور بدی کا بدلہ مل سکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے اور اگر ملے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ پورا ہو۔ آخرت میں بدلے کا عمومی ضابطہ یہ ہے کہ جیسا عمل، ویسی جزا۔ ایک برائی کا بدلہ ایک برائی اور ایک نیکی کا بدلہ دس اچھائیاں۔ لیکن اس کے ساتھ کچھ دوسرے اصول بھی ہیں:

- کچھ نیکیوں کا اجر مزید بڑھ سکتا ہے، سات سو گنا تک۔
- نیکیاں کرنے کے معمول کے ساتھ، کسی عذر کی بنا پر نیکی نہ ہو، تب بھی نیکی کا اجر ملتا رہتا ہے، مثلاً بیماری میں (بخاری)، سفر میں معمول کی عبادات کا۔ تمنا اور جذبے کی شدت ہو تو بھی نیکی کا اجر مل جاتا ہے، مثلاً جہاد کا (سورۂ توبہ، بخاری)
- جاہلیت کی حالت میں موت آجائے تو بظاہر اچھے عمل بھی نیکی نہیں رہتے، لیکن ایمان لانے کے بعد جاہلیت کے اچھے اعمال بھی نیکی بن جاتے ہیں اور ان کا اجر ملے گا۔ (نسائی)
- کچھ نیکیاں ختم ہونے کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے۔ مثلاً صدقاتِ جاریہ کی مختلف شکلیں۔ اسی طرح کچھ برائیوں کا بدلہ بھی جاری رہتا ہے جنھیں سیئاتِ جاریہ کہتے ہیں۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ ہر پیشرو گروہ کے لیے دہرا عذاب ہے۔ (۳۸:۷)
- اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور عفو سے کچھ برائیوں کا بدلہ نہیں ملتا، کچھ کا حساب سے اسقاط

ہوجاتا ہے، کچھ کی ستار العیوب قیامت میں پردہ پوشی کرلیتا ہے، کچھ خطائیں نامۂ اعمال سے ہی مٹادی جاتی ہیں (تکفیر)۔اسی لیے توبہ واستغفار کا حکم ہے،مختلف گناہوں کا کفارہ بتایا گیا ہے،اور عمومی اصول دیا گیا کہ نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں (ھود۱۱:۱۱۴) اور کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں تو صغیرہ گناہوں کی معافی کی امید ہے۔

○ کچھ اچھے عمل ضائع ہوجاتے ہیں، جسے حبطِ عمل کہا گیا۔

ضائع ہو جانے والے اعمال

یہ پانچ طرح کے اعمال ہیں:

۱- دنیا کے کارنامے جو صرف دنیا کے لیے ہی کیے گئے ہوں۔

۲- بظاہر نیکیاں---- اگر ان کا محرک اللہ کی رضا اور آخرت کا اجر نہ ہواور ان کو کرنے والا کھلے کفر،شرک یا نفاق میں مبتلا ہو۔

۳- بظاہر نیکیاں، جن کے کرنے والے کو گمان ہو کہ وہ اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کے لیے کررہا ہے،لیکن درحقیقت اس کی نیت کچھ اور ہوتی ہے یا اس نیت میں ملاوٹ ہوتی ہے۔

۴- ایسی نیکیاں جن کو صحیح طریقے سے ادا نہ کیا گیا ہو۔

۵- نیکیاں تو اپنی جگہ صحیح ہوں لیکن ان کے ساتھ یا ان کے بعد کوئی ایسا کام کیا جائے کہ وہ ضائع ہوجائیں۔

ان سب ضائع ہونے والے اعمال اور ان کی وجوہات کو تفصیل سے دیکھ لیتے ہیں۔

حصولِ دنیا کے لیے کیے گئے کام

دنیا کے کارنامے جو صرف دنیا کے لیے ہی کیے گئے ہوں۔تہذیبی مظاہر،تمدن کی ترقیاں، تعمیرات،محلات، ایجادات،صنعتیں،کارخانے،سلطنتیں، عالی شان تعلیمی و مالی ادارے، جامعات و تجربہ گاہیں،علوم کے ذخیرے (بشمول ڈگریاں،نظریات،فلسفے)،فنون،عجائب گھر۔

ان کارناموں کے ضائع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب صرف دنیا ہی کے لیے کیا گیا تھا،خواہ غیر مسلم نے کیا ہو یا نام نہاد مسلم نے (ایک مسلم خلافت فی الارض کی ذمہ داریاں سرانجام

دیتے ہوئے اللہ و آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی کام کرے گا تو یہی کام ثمر آور درخت ہیں)۔

مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صرف دنیا کے لیے کیے گئے کیونکہ ان کو کرنے والے درج ذیل صفات کے حامل تھے: آیات کا کفر، تکذیب اور مذاق اڑانا، آخرت کا کفر و تکذیب، رسول کا مذاق اڑانا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (ھود ۱۱:۱۵-۱۶) جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انھوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ (الکہف ۱۸:۱۰۳-۱۰۶) اے نبیؐ! ان سے کہو، کیا ہم تمھیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا (ملاقاتِ رب کا انکار کیا)۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے روز ہم انھیں کوئی وزن نہ دیں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے اُس کفر کے بدلے جو انھوں نے کیا اور اُس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے

رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اعراف۷:۱۴۷) ہماری نشانیوں کو جس کسی نے جھٹلایا اور آخرت کی پیشی کا اِنکار کیا اُس کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ کیا لوگ اس کے سوا کچھ اور جزا پاسکتے ہیں کہ ''جیسا کریں ویسا بھریں؟''

●بظاہر نیکیاں: کافر، مشرک، منافق کی بڑی سے بڑی نیکی بھی ضائع ہوجائے گی، مثلاً دوسروں کی مدد، انفاق، رفاہی کام، اخلاق، صلہ رحمی اور ظاہری عبادات بھی۔ اگر ان کو کرنے والا کفر، شرک یا نفاق میں مبتلا ہو، اور ان کا محرک اللہ کی رضا اور آخرت کا اجر نہ ہو۔ غیرمسلم کے کیے گئے بظاہر نیک کام ضائع ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح کلمہ گو مسلمان بھی کفر، شرک، نفاق، فسق اور ظلم میں مبتلا ہو اور اپنے بظاہر نیک اعمال کے متعلق کبھی یہ نہ سوچے کہ یہ اللہ اور آخرت کے لیے ہیں، صرف انسانیت کی خدمت یا اپنے دل کے سکون کے لیے کام کرے، تو یہ بظاہر نیک اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

اس کے متعلق درج ذیل آیات واحادیث پڑھنے سے پہلے، ہرمسلمان کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کفر، شرک، نفاق اور فسق ایک کلمہ گو میں بھی دَر آتا ہے۔ قرآن میں کافروں، مشرکین، منافقین اور فاسقین کی صفات تفصیل سے بتائی ہیں۔ ان کا بڑا مقصد یہ ہے کہ مومن اور مسلم ان صفات سے بچیں۔ ہمارا روزمرہ زندگی کا مشاہدہ بھی ہے کہ یہ صفات مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس لیے کفر، شرک، نفاق اور فسق کی صفات کو پہچانیں اور ان سے بچیں۔ کیوں کہ ان سے حبطِ عمل ہوسکتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات میں کافر/ مشرک/ منافق/ فاسق کا ذکر کر کے اور کہیں ان کی صفات کے ذکر کے بعد حبطِ عمل بتایا گیا ہے۔ وہ صفات یہ ہیں: اللہ کی نازل کردہ تعلیم سے کراہت/ اللہ کے راستے سے کراہت/ اللہ کی ناراضگی والے راستے کی پیروی، استکبار، سرکشی میں حد سے گزرنا، صدعن سبیل اللہ، یعنی دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکنا۔ نفاق (برائی کا حکم، بھلائی سے روکنا، خیر سے روکنا، اللہ کو بھولنا، دنیا کے مزے لوٹ کر، بحثیں کرنا۔) انبیا کا قتل اور ان سے جھگڑا کرنا،

مصلحین سے دشمنی رکھنا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (محمد ۴۷:۸) رہے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے تو اُن کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال کو بھٹکا دیا ہے۔

سورۂ نور (۳۹-۴۰) میں بھی سراب کی طرح عمل بے معنی رہنے کی وجہ کفر بتائی ہے۔

سورۂ ابراہیم (۱۴:۱۸) میں اعمال راکھ کی طرح اڑنے، کی وجہ رب سے کفر بتائی گئی ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الزمر ۳۹:۶۵) یہ بات تمھیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیوں کہ تمھاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیا کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمھارا عمل ضائع ہو جائے، گا اور تم خسارے میں رہو گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (محمد ۴۷:۹) کیوں کہ انھوں نے اُس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے، لہٰذا اللہ نے اُن کے اعمال ضائع کر دیے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّـبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ (اٰل عمرٰن ۳:۲۱-۲۲) جو لوگ اللہ کے احکام و ہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل و راستی کا حکم دینے کے لیے اُٹھیں، ان کو دردناک سزا کی خوش خبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے، اور اُن کا مددگار کوئی نہیں ہے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ

فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (التوبہ۹:۶۹)تم لوگوں کے رنگ ڈھنگ وہی ہیں جو تمھارے پیش روؤں کے تھے۔ وہ تم سے زیادہ زور آور اور تم سے بڑھ کر مال اور اولاد والے تھے۔ پھر انھوں نے دنیا میں اپنے حصہ کے مزے لوٹ لیے اور تم نے بھی اپنے حصے کے مزے اُسی طرح لُوٹے جیسے انھوں نے لُوٹے تھے، اور ویسی ہی بحثوں میں تم بھی پڑے جیسی بحثوں میں وہ پڑے تھے، سو ان کا انجام یہ ہوا کہ دنیا اور آخرت میں ان کا سب کیا دھرا ضائع ہوگیا اور وہی خسارے میں ہیں۔

سورۂ فرقان (۲۱ تا ۲۳) میں اعمال غبار کی طرح اڑنے کی وجہ آخرت کا انکار، استکبار، سرکشی میں حد سے گزر جانا، بتایا ہے۔

سورۂ آل عمران (۱۱۷) میں پالے والی ہوا کے کھیتی پر چلنے کی طرح، اعمال کے ضائع ہونے کی وجہ، ظلم بتائی ہے۔

سورۂ توبہ (آیت ۱۰۹) میں اوپر درج کی گئی قرآنی امثال میں، کھوکھلی بے ثبات کگر پر بننے والی عمارت گرنے کی مثال، مسجد ضرار کے لیے دی گئی ہے جو کہ منافقین نے مدینہ میں بنائی تھی۔ نفاق کے ساتھ، مسجد کی تعمیر جیسا مقدس کام بھی مقدس نہیں رہتا اور رائیگاں چلا جاتا ہے۔

عدیؓ بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے پوچھا میرے والد صلہ رحمی کرتے تھے اور بھی بہت اچھے اچھے کام کرتے تھے، انھیں کچھ ملے گا، یعنی اجر؟ آپؐ نے جواب دیا کہ تمھارے والد کی جو نیت تھی وہ انھیں حاصل ہوگئی۔(احمد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ! ابن جدعان بڑی مہمان نوازی اور بڑی صلہ رحمی کرتا تھا اور بھی بہت اچھے اچھے کام کرتا تھا۔ ان کاموں کا اسے فائدہ ہوگا؟ فرمایا، نہیں۔ اس نے کسی دن یہ نہیں کہا میرے پروردگار! قیامت میں میری خطاؤں سے درگزر کرنا۔(مسلم، حاکم)

بظاہر نیکی مگر نیت کی خرابی

وہ کام جن کے کرنے والے کو گمان ہو کہ وہ اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کے لیے کر رہا ہے لیکن درحقیقت اس کی نیت کچھ اور ہوتی ہے۔

انفاق ضائع ہوجاتا ہے(ابطال)، اگر اس کے بعد احسان جتایا جائے یا تکلیف دی جائے یا دکھاوے کے لیے کیا جائے۔ اور اس کے لیے چٹان پر سے مٹی ہٹنے کی مثال دی گئی ہے، اور کسب کی مقدرت نہ ہونا کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔(البقرۃ۲:۲۶۴)

اعمال دنیا ہی کی نیت سے کیے جائیں تو بڑھاپے میں باغ یا آمدنی کا واحد ذریعہ ختم ہو جانے کی مثال دی گئی ہے۔(البقرۃ۲:۲۶۶)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ (التوبہ۹:۱۷) مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درآنحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور جہنم میں انھیں ہمیشہ رہنا ہے۔

اس آیت میں اصل میں تو کافر و مشرک کا ذکر ہے لیکن مسلم کو بھی ہوشیار رہنا چاہیے کہ 'مسجد حرام کی دیکھ بھال' جیسی نیکی بھی ضائع ہوسکتی ہے۔ اور اس کے بعد والی آیت کے مطابق 'حاجیوں کو پانی پلانا' بھی۔

حدیثِ نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید، عالم اور سخی کو جہنم میں ڈال گیا کیوں کہ یہ دکھاوے کے لیے عمل کرتے تھے۔ اس طرح جان کی قربانی، حصولِ علم، صدقہ کیا ہوا مال ضائع ہوسکتے ہیں۔(نسائی، عن ابی ہریرہ)

نماز کو ورزش، روزے کو ڈائٹ پلان اور حج کو سیاحت کی نیت سے کرنے سے یہ عبادتیں بے معنی ہوسکتی ہیں۔ اچھے کام میں نیت بھی اچھی ہی رکھیں۔ یعنی صرف اللہ کی خوش نودی اور آخرت کا اجر۔

نیکیاں جن کے آداب کو ملحوظ نہ رکھا گیا

ایسی نیکیاں جن کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کیا گیا ہو، قبول نہ ہوں گی، خواہ ظاہری طریقے میں نقص ہو یا دل کی کیفیت میں کمی ہو۔ ظاہری طریقے میں نقص کی ایک مثال یہ ہے کہ بنیادی شرائط پوری نہ کی گئی ہوں، مثلاً طہارت کے بغیر نماز ادا کی جائے، یا روزہ، حج اور دیگر عبادات جن کے ارکان و شرائط علما نے الگ سے جمع بھی کردیے ہیں، وہ ان کا خیال رکھے بغیر کیے جائیں۔ یہ علم کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں، جو ایک مومن کے لیے صحیح نہیں۔ علم کی کمی میں معذور ہونے کو شاید اللہ تعالیٰ معاف کردے لیکن بلا عذر علم ہی نہ ہونا، مومن سے مناسبت نہیں رکھتا۔

وضو کے بغیر نماز اور غلول سے صدقہ قبول نہیں۔(ابوداؤد)

دل کی کیفیت میں کمی کی صورت یہ ہے کہ نیکیوں کو کسلمندی سے کیا جائے، یا زبردستی سمجھ کر کیا جائے، یا نیکیوں کے دوران کوئی کیفیت موجود ہی نہ ہو۔

سورۂ ماعون میں بے نمازیوں کے لیے نہیں، بلکہ نمازیوں کے لیے ہی تباہی کی وعید ہے۔

سورۂ نساء (آیت ۱۴۲) نماز کے لیے کسمساتے ہوئے اور دکھانے کے لیے اُٹھنے کا تذکرہ ہے۔

اس نماز کی جزا نہیں جس میں آدمی رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔(سنن ابن ماجہ، ابومسعود)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟۔ انھوں نے کہا: کیوں کہ نہ وہ رکوع پورا کرتا ہے اور نہ سجود، نہ قیام پورا کرتا ہے اور نہ اس کی نماز میں خشوع ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہوگیا اور ایک رکعت بھی اس نے اللہ کے لیے مکمل نہیں پڑھی۔ پوچھا گیا کیسے یا امیرالمومنین؟ فرمایا: اس نے اپنا رکوع پورا کیا اور نہ سجود۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: انسانوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں گے لیکن وہ نماز نہیں ہوگی۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ لاحاصل رہ کر صرف بھوک اور قیامِ لیل بے معنی ہوکر صرف جاگنا بن سکتا ہے۔(ابن ماجہ، ابوہریرہ)

زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھنے کا ذکر ہے۔(التوبہ۹:۹۸)

جنید بغدادی کا ایک واقعہ کتب میں لکھا ہے، جس میں وہ ایک واپس آنے والے حاجی سے مناسکِ حج کے ساتھ کچھ کیفیات کے متعلق پوچھتے ہیں۔ جب وہ نفی میں جواب دیتا ہے، تو وہ اسے حج دوبارہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

کپڑے پہن کر ننگی رہنے والیوں کے لیے وعید ہے۔ اسی طرح خواتین کے ایسے عبایے جو ظاہری چمک و رنگ اور چستی سے مزید کشش کا باعث ہوں، بے مقصد اور لایعنی پہناوا ہیں۔ مہمان نوازی کر کے، مہمان کے جانے کے بعد اس پر تنقید و مذاق، مہمان کی تکریم کی نفی ہے۔

o نیکی کرنے کا طریقہ بھی صحیح رکھیں اور اس کے لیے اس کا علم حاصل کریں۔

o نیکی کے دوران اس کے آداب اور دل کی کیفیات کا خیال رکھیں۔ پوری رضامندی اور خوشی کے ساتھ نیکی کریں۔

o نیکی کرتے ہوئے ڈرتے رہیں۔ کیونکہ مومنوں کو عمل قبول نہ ہونے کا ڈر رہتا ہے اور خشیت مومنوں کی کیفیت ہے۔ سورۂ انبیاء (آیت ۹۰) میں نیکیوں کی دوڑ دھوپ کے ساتھ خوف کا بھی ذکر ہے۔ رسولؐ کو بھی اپنے عمل سے نہیں، اللہ کے فضل اور رحمت سے ہی جنت میں جانے کی امید تھی (بخاری، ابوہریرہ)

o نیکی کے بعد اس کی قبولیت کی دعا کرلیں۔ خواہ وہ نماز ہو، کوئی انفاق ہو، دین کے لیے نکلنا اور چلنا ہو، یا کسی بندے سے معاملہ ہو۔

نبی اکرمؐ جب نمازِ فجر میں سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے: اللھم انی اسئلک علما نافعا و رزقا طیبا و عملا متقبلا، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نفع بخش علم، پاکیزہ روزی اور قبول ہونے والے عمل کا (ابن ماجہ، اُمِ سلمہؓ)۔ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دُعا کی تھی: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اے ہمارے رب، ہم سے قبول فرمالے۔ (البقرہ۲:۱۲۷)

علما نے کچھ دعاؤں میں سعی مشکور مانگی ہے، یعنی ایسی کوشش جس کی قدردانی کی گئی ہو۔

۵- نیکیاں تو اپنی جگہ صحیح ہوں، لیکن ان کے ساتھ یا ان کے بعد کوئی ایسا کام کیا جائے کہ وہ ضائع ہوجائیں۔ ان کی مثال دنیوی امتحانوں کی negative marking سے دی جاسکتی ہے۔

جن میں غلط جوابات کے نمبر، صفر نہیں بلکہ منفی ہوتے ہیں، جو صحیح جوابات کے نمبر بھی کاٹ لیتے ہیں۔ یہ برائیاں جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:

● **نبیؐ کے احترام میں کمی**: نبیؐ کے احترام میں کمی دراصل اللہ کے احترام میں کمی اور باطن میں تقویٰ نہ ہونے کی علامت ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات۴۹:۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا کیا کرایا سب غارت ہو اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

● **نبیؐ کے احترام میں کمی**: سورۂ مائدہ میں ارشاد فرمایا:

فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ ؕ فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ نٰدِمِیْنَ ○ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ ۙ اِنَّھُمْ لَمَعَکُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ○ (المائدہ ۵:۵۲-۵۳) تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ اُنھی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں ۔کہتے ہیں ''ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں''۔ مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمھیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے۔ اور اُس وقت اہلِ ایمان کہیں گے: ''کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں؟''۔ ان کے سب اعمال ضائع ہوگئے اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہو کر رہے۔

یعنی جو کچھ انھوں نے اسلام کی پیروی میں کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی، جہاد میں شریک ہوئے، قوانینِ اسلام کی اطاعت کی، یہ سب کچھ اس بناء پر ضائع ہوگیا کہ ان کے دلوں میں اسلام کے لیے خلوص نہ تھا اور وہ سب سے کٹ کر صرف ایک خدا کے ہوکر نہ رہ گئے تھے بلکہ اپنی دنیا کی خاطر انھوں نے اپنے آپ کو خدا اور اس کے باغیوں کے درمیان آدھا آدھا بانٹ رکھا تھا۔(تفہیم القرآن، سورۂ مائدہ ۵:۵۳)

بنیادی طور پر اس کی وجہ یہی ہے کہ حق اور باطل دونوں سے تعلق رکھنا، نفاق ہی کی قسم ہے:

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد ۴۷:۳۳) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔

اس آیت کے پسِ منظر کے لحاظ سے بھی، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کش مکش میں جان مال نہ لگا کر، محنت نہ کر کے اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

حضرت کعب بن مالک کے واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ وہ کسی بدنیتی کے بغیر صرف دنیوی مصروفیات کی وجہ سے حق و باطل کی کش مکش میں حق کا ساتھ نہ دے سکے تو ان کی پچھلی ساری عبادت گزاریاں اور قربانیاں خطرے میں پڑ گئی تھیں۔

● **بُرائی سے منع نہ کرنا ،سمجھوتہ کرلینا** : سورۂ اعراف میں اہلِ سبت کا ذکر ہے، جنھوں نے ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنے سے دوسروں کو منع نہ کیا، تو ان کی اپنی نیکیاں اکارت چلی گئیں۔ بستی پر عذاب کی ابتدا 'نیک' شخص سے کی جائے کیوں کہ اس نے بستی والوں کو برائیوں سے منع نہیں کیا تھا۔ اس طرح اس شخص کی اپنی نیکیاں بھی ضائع ہوگئیں۔(ترمذی، ابوبکر صدیقؓ)

بنی اسرائیل کے علماء نے فاسقوں کو منع کرنے کے بجاے ان کے ساتھ کھانا، پینا اور بیٹھنا شروع کردیا تو ان پر بھی لعنت کی گئی۔(ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ بن مسعود)

● فسق پر مبنی رویّہ: استطاعت کے باوجود ہجرت نہ کرنا: (النساء ۴:۹۷-۹۸)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ

(التوبہ ۹:۵۳) ان سے کہو" تم اپنے مال خواہ راضی خوشی خرچ کرو یا بکراہت، بہرحال وہ قبول نہ کیے جائیں گے۔ کیوں کہ تم فاسق لوگ ہو۔"

کبیرہ گناہ ڈھٹائی سے کرنے سے، کبھی کبھار کی گئی، یا چھوٹی نیکیوں کی قبولیت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

مسلم کی روایت کے مطابق، حرام مال کھانے اور پہننے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی اگرچہ وہ لمبا سفر کرکے، غبار آلود بالوں میں، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے۔ اسی طرح حرام کمائی سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، تو وہ قبول نہیں ہوتا۔

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب ایک لقمۂ حرام کا اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کا عمل قبول نہیں کرتا۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت میں سے یقینی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت والے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ تہامہ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، تو اللہ عز وجل ان نیکیوں کو غبار بنا دے گا۔ حضرت ثوبان نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں ان لوگوں کی نشانیاں بتایئے، ہمارے لیے ان لوگوں کا حال بیان فرمایئے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم انھیں جان نہ سکیں اور ان کے ساتھ ہو جائیں۔

رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا: وہ تم لوگوں کے بھائی ہوں گے اور تم ان لوگوں کی جلد میں سے ہوں گے، اور رات کی عبادات میں سے اسی طرح لیں گے جس طرح تم لوگ لیتے ہو۔ لیکن ان لوگوں کا معاملہ یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور کاموں کو تنہائی میں پائیں گے تو انھیں استعمال کریں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت بُریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑی، اس کے عمل اکارت ہوئے (فقد حبط عملہ)۔ (بخاری)

عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شراب پی، اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں کرتا۔(لم یقبل اللہ)۔(ترمذی)

● اجتماعی معاملات میں بے احتیاطی: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبیؐ کو فتح ہوتی اور مالِ غنیمت حاصل ہوتا تو حضرت بلالؓ کو حکم دیتے تھے کہ لوگوں میں اعلان کریں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے۔ لوگوں کے پاس جو مالِ غنیمت ہوتا، وہ اسے لے آتے۔ جب سب مال جمع ہو جاتا تو پھر رسولؐ اللہ پہلے اس میں سے خمس الگ کرتے، پھر باقی مال کو تمام مجاہدین میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک دفعہ مالِ غنیمت تقسیم ہو جانے کے بعد ایک آدمی بالوں کی ایک لگام لے آیا اور کہا کہ یہ لگام بھی ہم نے مالِ غنیمت میں پائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے بلال کا اعلان جو اس نے تین دفعہ کیا تھا، سنا تھا۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر بروقت کیوں نہ لے کر آئے؟ اس نے جواب دیا: بس دیر ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تو اسے قیامت کے دن لے کر آنا، میں اب تم سے قبول نہیں کر سکتا۔(ابوداؤد)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں ایک غزوہ کیا۔ لوگوں نے (جلدبازی میں دوسروں کے اترنے کی جگہوں میں تنگی پیدا کردی اور آمد و رفت کے راستے بند کر دیے۔(جب آپؐ کو خبر ملی تو آپؐ نے ایک منادی بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جو اترنے کی جگہوں میں تنگی پیدا کرے گا یا راستے بند کرے گا، اس کا جہاد اکارت۔(ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے جزیہ کی زمین خریدی، اس نے اپنی ہجرت کا عمل اکارت کر دیا اور جس نے کسی کافر کی گردن سے ذلت کا طوق نکال کر اپنے گلے میں ڈال لیا، اس نے اسلام کی طرف اپنی پشت کردی۔(ابوداؤد)

● معاملات میں راست نہ ہونا: کسی کو گالی دینے، تہمت لگانے، قتل کرنے سے انسان کے نماز، روزہ اور زکوٰۃ دوسرے انسان کو مل جاتے ہیں۔(ترمذی، عن ابوہریرہؓ)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں اٹھتی۔ ایک وہ امام جس کو لوگ پسند نہیں

کرتے۔ دوسرے وہ عورت جس نے شب اس طرح گزاری کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ اور تیسرے دو بھائی جو آپس میں قطع تعلق کرلیں۔(ابنِ ماجہ)

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی پاکباز عورت پر تہمت لگانے سے سو سال کے عمل برباد ہوجاتے ہیں۔

قرض واپس نہ کرنے سے شہید کا بھی جنت میں داخلہ رُک جاتا ہے۔(نسائی، محمد بن جحشؓ)

حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔(ابن ماجہ)

مندرجہ بالا احادیث میں کلمہ گو مسلمانوں کا ہی ذکر ہے اور ضائع ہونے والی چیز ان کی نیکیاں ہی ہیں۔

مندرجہ بالا احادیث کو دیکھتے ہوئے علما نے تشریح کی ہے کہ کوئی گناہ ایسا ہے کہ اس سے کوئی مخصوص عمل ہی ضائع ہوتا ہے یا کسی مخصوص مدت کے لیے قبول نہیں ہوتا۔اور کوئی گناہ ایسا ہے کہ اس کی شدت کے لحاظ سے نیکیاں بھی ضائع ہوسکتی ہیں۔لیکن ان کا کوئی ضابطہ ہم طے نہیں کرسکتے۔(ترجمان السنۃ، جلد دوم، مولانا بدر عالم میرٹھی) البتہ یہ کہ گناہ کی شدت کے اضافے کے لحاظ سے احتیاط بھی اتنی ہی زیادہ ہونا چاہیے۔ان سب پہلوؤں سے ایک مومن کو بھی محتاط رہنا چاہیے۔

● ارتداد: پچھلی ساری عمر کی نیکیاں ختم ہونے کی ایک وجہ، ارتداد ہے۔ یہاں تک کہ فقہا نے کہا ہے کہ مرتد اگر تجدیدِ ایمان کرے تو اس کے بعد نکاح کی بھی تجدید کرے اور حج دوبارہ کرے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ۲:۲۱۷)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہوجائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (المائدہ ۵:۵) اور محفوظ عورتیں بھی تمھارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہلِ ایمان کے گروہ سے ہوں یا اُن قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ اُن کے مہر ادا کر کے نکاح میں اُن کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔ اور جو کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامۂ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہوگا۔

اہلِ کتاب خواتین سے نکاح کے بعد ارتداد یا ایمان کے منافی روش کا خطرہ ہے۔

تفسیر: اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دینے کے بعد یہ فقرہ اس لیے تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس اجازت سے فائدہ اٹھائے وہ اپنے ایمان و اخلاق کی طرف سے ہوشیار رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کافر بیوی کے عشق میں مبتلا ہو کر یا اس کے عقائد اور اعمال سے متاثر ہو کر وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، یا اخلاق و معاشرت میں ایسی روش پر چل پڑے جو ایمان کے منافی ہو۔ (تفہیم القرآن)

ارتداد فقہی مفہوم کے لحاظ سے بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن مومنوں کو ایک عمومی بات کا خیال رہنا چاہیے کہ نیکیوں کے راستے پر چلتے چلتے، وہ راستہ چھوڑنا نہیں چاہیے، یا کوئی نیک عمل شروع کر کے ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالا حبط شدہ اعمال کی پانچ اقسام میں سے تین کا مقصود، اللہ اور آخرت نہ ہونا واضح ہے۔ گویا دنیوی کام اور اخلاقی امور صرف دنیا کے لیے کرنا یا نیت میں ملاوٹ ہونا۔ قسم چار اور پانچ میں بھی اصل یہ ہوتی ہے کہ اس انسان کی نیت اور کمٹمنٹ میں ہی فتور ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا وہ عمل ناقص رہتا ہے۔ قسم ۴ میں علم کی کمی، کیفیت کی کمی یا دوسرے اعمال کے ذریعے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ قسم ۵ پانچ، یعنی دوسری برائیوں کی وجہ سے اچھائیوں کے نمبر منفی اس لیے ہو جاتے ہیں کہ وہ درحقیقت عمل صالح تھے ہی نہیں۔ ابلیس کی پچھلی تمام ریاضتیں اسی لیے ضائع ہو گئیں۔ حدیث میں بھی ایسے انسان کا ذکر ہے جو تمام عمر اچھے کام کر کے آخر میں ایسے عمل شروع کر دیتا ہے

جو اسے دوزخ میں لے جائیں۔(بخاری، عبداللہ بن مسعود)

نیکیاں کمانے کے ساتھ ساتھ ان نیکیوں کو بچا کر رکھنے کی بھی فکر کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آخرت میں پہنچ کر معلوم ہو کہ ہرا بھرا باغ جل چکا ہے اور کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں بچا ہے (البقرہ۲:۲۶۶)، اور جو بہت اچھا سمجھ کر کیا تھا، وہ سب بیکار تھا۔(الکہف۱۸:۱۰۵)

یارب میرے سجدوں کو لٹنے سے بچا لے چل

(نعیم صدیقی)